از عدالتِ عظمیٰ

3 دسمبر 1954

بھٹارجو ناگیشور راؤ

بنام

مدراس عدالت عالیہ و دیگراں کے معزز جج۔

[مکیر جیا، ایس آر داس اور ویوین بوس جسٹس صاحبان]

طریقہ کار-عدالتِ عظمیٰ-عدالت عالیہ کے وکیل کی معطلی-عدالت عظمیٰ میں اپیل-جواب دہندگان کو اس طرح کی اپیل میں گردوانا-انڈین بار کونسلز ایکٹ (XXXVIII، سال 1926)، دفعہ 12۔

عدالت عالیہ کے ججوں کو ایک وکیل کی طرف سے عدالت عظمیٰ میں کی گئی اپیل میں مدعا علیہان کے طور پر گردوانا غلط اور نامناسب ہے جس کے خلاف عدالت عالیہ نے بھارتیہ بار کونسلز ایکٹ 1926 کی دفعہ 12 کے تحت معطلی کا حکم منظور کیا تھا۔ اس طرح کی اپیل میں مناسب جواب دہندگان مستغیث اگر کوئی ہوں، بار کونسل یا اس کے سکریٹری اور متعلقہ ریاست کے ایڈوکیٹ جنرل ہیں۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 146، سال 1954۔

عدالت ڈسٹرکٹ جج، کرشنا کی 27 مارچ 1951 کی رپورٹ سے پیدا ہونے والے حوالہ شدہ مقدمہ نمبر 45، سال 1952 میں مدراس میں بااختیارِ عدالتِ عالیہ کے 17 دسمبر 1952 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل، سی ایم پی نمبر 123، سال 1951 میں۔

ایس پی سنہا، (کے آر چودھری اور سردار بہادر، ان کے ساتھ)، اپیل کنندہ کے لیے۔

آر گنپتی آئیر اور پی جی گوکھلے، مدعا علیہ نمبر 1 کے لیے۔

جواب دہندہ نمبر 3 کے لیے ٹی ستیہ نارائن اور پی جی گوکھلے۔

3.1954 دسمبر۔

عدالت کا فیصلہ داس جسٹس نے سنایا۔

یہ بھارتیہ بار کونسلز ایکٹ (ایکٹ XXXVIII، سال 1926) کی دفعہ 12 کے تحت مدراس میں بااختیارِ عدالتِ عالیہ کی خصوصی بنچ کے ایک حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل ہے جس میں اپیل کنندہ کو پانچ سال کی مدت کے لیے وکیل کے طور پر کام کرنے سے روک دیا گیا ہے۔

مادی حقائق یہ ہیں۔ ہمارے سامنے اپیل کنندہ ایک وکیل ہے جو عام طور پر مسولی پٹم میں کام کرتا ہے۔ کیلنڈر مقدمہ نمبر 1، سال 1949 میں مسولیپٹم میں ایڈیشنل فرسٹ کلاس مجسٹریٹ عدالت کی فائل پر نو افراد پر بغیر اجازت کے گاؤں سے دوسرے دیہات میں چاول پہنچانے کے جرم کا الزام عائد کیا گیا۔ ملزم نمبر 2 اور 4 کی نمائندگی کسی وکیل نے نہیں کی۔ ملزم نمبر 1، 3، 5، 6 اور 8، تمام ٹانگے والوں، کا اپیل کنندہ نے دفاع کیا۔ ملزم نمبر 7، جس نے کارروائی کا آغاز کیا جس سے موجودہ اپیل اٹھتی ہے اور جسے اس کے بعد "درخواست گزار" کہا جاتا ہے، کا دفاع ایک اور وکیل نے کیا۔ یہ مقدمہ 30 ستمبر 1949 کو نمٹا دیا گیا۔ ملزم نمبر 1، 3، 5 اور 6 کو بری کر دیا گیا۔ ملزم نمبر 2 کو مجرم قرار دیا گیا اور 20 روپے جرمانے کی سزا سنائی گئی اور جرمانے کی ادائیگی نہ کرنے پر اسے ایک ماہ کی قیدِ بلا مشقت کی سزا سنائی گئی۔ ملزم نمبر 4 اور درخواست گزار، ملزم نمبر 7 کو بھی مجرم قرار دیا گیا اور ہر ایک پر 300 روپے جرمانہ اور جرمانہ ادا نہ کرنے پر چھ ماہ کی قیدِ بلا مشقت کی سزا سنائی گئی۔ ملزم نمبر 8 کو 100 روپے جرمانہ ادا کرنے اور جرمانے کی ادائیگی نہ کرنے پر تین ماہ کی قیدِ بلا مشقت کی سزا سنائی گئی۔ ملزم نمبر 2 نے جرمانہ ادا کیا لیکن دیگر تین سزا یافتہ افراد نے ایسا نہیں کیا۔ وہاں کے درخواست گزار سمیت چار سزا یافتہ افراد۔ اپیل کنندہ کو سیشن عدالت میں اپیل کو ترجیح دینے کے لیے شامل کرنے کے بعد۔ اپیل 8 اکتوبر 1949 کو سیشن عدالت میں پیش کی گئی اور اسی دن ملزم نمبر 4، 7 (درخواست گزار) اور 8 کی جانب سے جرمانے کی وصولی پر روک لگانے کے حکم کے لیے درخواست دائر کی گئی۔ حکم امتناع کی درخواست 10 اکتوبر 1949 کو فاضل سیشن جج کے سامنے آئی جب پبلک پراسیکیوٹر کو نوٹس جاری کرنے کی ہدایت کی گئی۔ 11 اکتوبر 1949 کو جج نے مندرجہ ذیل حکم جاری کیا:

"اس درخواست کے نمٹارے تک معطل رکھا گیا۔ مسل بتقرر 14.10"

14 اکتوبر 1949 کو مندرجہ ذیل مزید حکم منظور کیا گیا:-

"اپیل کے نمٹارے تک معطل سزاؤں پر عمل درآمد۔"

اپیل 25 نومبر 1949 کو سماعت کے لیے مقرر کی گئی تھی اور وقتاً فوقتاً ملتوی کی گئی تھی۔ بالآخر 13 جولائی 1950 کو اس کی سماعت ہوئی جب اپیل کی اجازت دی گئی اور تمام اپیل گزاروں کی سزاؤں اور سزایابیوں کو کالعدم قرار دے دیا گیا۔ 25 جنوری 1951 کو درخواست گزار نے اپیل گزار کو ایک اندراج شدہ نوٹس (نمائش 2/A) بھیجا جس میں الزام لگایا گیا کہ 11 اکتوبر 1949 کو اپیل کنندہ نے اس کے سامنے نمائندگی کی تھی کہ عدالت نے سزاؤں کو معطل کرنے سے انکار کر دیا ہے، اور یہ کہ جب تک جرمانے کی رقم جمع نہیں کی جاتی تب تک درخواست گزار کو جیل بھیج دیا جائے گا۔ مزید یہ الزام لگایا گیا کہ اس طرح کی نمائندگی پر درخواست گزار نے اس دن اپیل کنندہ کو 300 روپے کی رقم ادا کی تھی جس کے لیے اپیل کنندہ نے درخواست گزار کو اپنے دستخط کے تحت ایک پرچی (نمائش 1/A) دی تھی جس میں مذکورہ رقم کی وصولی کو تسلیم کیا گیا تھا۔ پرچی (نمائش 1/A) جو درخواست گزار کو مخاطب کی گئی ہے مندرجہ ذیل ہے:-

"آج آپ نے مجھے 300 روپے (صرف تین سو روپے) ادا کیے ہیں۔"

اس پر اپیل کنندہ کے دستخط ہوتے ہیں اور اس کے دستخط کے نیچے تاریخ 11 اکتوبر 1949 ظاہر ہوتی ہے اور دستخط کے نیچے وقت شام 15-5 کا بھی ذکر ہوتا ہے۔ اندراج شدہ نوٹس میں مزید الزام یہ تھا کہ اپیل کنندہ نے درخواست گزار سے یہ حقیقت چھپائی تھی کہ جرمانے کی ادائیگی کا حکم اپیل کی سماعت تک معطل کر دیا گیا تھا اور یہ بھی کہ بالآخر اپیل کی اجازت دے دی گئی تھی۔ نوٹس ختم ہو گیا۔ اس دھمکی کے ساتھ کہ اگر اپیل کنندہ 11 اکتوبر 1949 سے ادائیگی کی تاریخ تک سالانہ 12 فیصد سود کے ساتھ 300 روپے کی رقم واپس کرنے میں ناکام رہا تو درخواست گزار کو ایسی دیگر کارروائیوں کے علاوہ، جو اسے مذکورہ رقم کی وصولی کے لیے لینے کا مشورہ دیا جا سکتا ہے، اپیل کنندہ اور اس کے غیر پیشہ ورانہ طرز عمل کے خلاف عدالت عالیہ اور بار کونسل میں شکایت کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔ یہ نوٹس اپیل کنندہ کو 12 فروری 1951 کو موصول ہوا اور اگلے دن، 13 فروری 1951

کو، اپیل کنندہ نے درخواست گزار کو تین اندراج شدہ نوٹس جاری کیے۔ نمائش 5/A میں اپیل کنندہ نے شکایت کی کہ درخواست گزار 150 روپے کی متفقہ فیس کی ادائیگی سے بچ رہا ہے اور اپیل کنندہ کی طرف سے 21 جنوری 1951 کو 25 جنوری 1951 سے پہلے اس طرح کی فیس کی ادائیگی کے لیے پختہ مطالبہ کیے جانے پر درخواست کنندہ نے اندراج شدہ نوٹس نمائش 2/A جاری کیا تھا۔ نمائش 4/A میں اپیل کنندہ نے الزام لگایا کہ درخواست گزار نے اپیل کنندہ کو حکم امتناع دائر کرنے کی ہدایت کی کیونکہ درخواست گزار جرمانہ ادا کرنے سے قاصر تھا اور اپیل کنندہ نے اسی کے مطابق درخواست دائر کی اور ایک حکم امتناع حاصل کیا جس کے بارے میں درخواست کنندہ پوری طرح آگاہ تھا۔ ان حالات میں درخواست گزار کے نوٹس نمائش 2/A میں موجود الزامات جھوٹے اور انتہائی ہتک آمیز تھے۔ انہوں نے مزید الزام لگایا کہ درخواست گزار 13 جولائی 1950 کو بھی عدالت میں موجود تھا جب اپیل کی اجازت دی گئی تھی۔ ان حالات میں، درخواست گزار کو جرمانہ ادا کرنے کے مقصد سے اپیل گزار کو کوئی رقم ادا کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ اپیل کنندہ نے درخواست گزار سے مطالبہ کیا کہ وہ الزامات کو واپس لے اور فوری طور پر نااہل معافی مانگے۔ نمائش اے/3 میں اپیل کنندہ نے کہا کہ درخواست گزار 6 اکتوبر 1949 کو اپیل دائر کرنے کے لیے اسے اپنے وکیل کے طور پر شامل کرنے کے لیے اس کے پاس آیا تھا۔ یہ دیکھتے ہوئے کہ اپیل کنندہ پر لینڈ مارٹگیج بینک، پیڈانا کو قرض نمبر 616 کی قسط کی ادائیگی کے لیے پیسے کے لیے دباؤ ڈالا گیا تھا؛ درخواست گزار نے پیڈانا میں اپیل کنندہ کے لیے 300 روپے کے قرض کا انتظام کرنے کے لیے رضاکارانہ طور پر کہا اور اس سے کہا کہ وہ اس کے حق میں پرچی دے اور اپیل کنندہ کے کلرک کو درخواست گزار کے ساتھ بھیجے۔ تاہم، درخواست گزار کسی بھی رقم کا انتظام کرنے میں کامیاب نہیں ہوا لیکن پرچی نمائش اے/1 اس کے پاس ہی رہی۔ اس بات سے انکار کیا گیا تھا کہ پرچی نمائش 1/A پر کوئی غور کیا گیا تھا۔ 7 مارچ 1951 کو درخواست گزار نے عام طور پر جواب بھیجا۔ اپیل کنندہ کی طرف سے درخواست گزار کو بھیجے گئے تین متعدد نوٹسوں میں موجود الزامات کی تردید کرنا۔ یہ جواب اپیل کنندہ کو 13 مارچ 1951 کو موصول ہوا اور 14 مارچ 1951 کو اپیل کنندہ نے درخواست گزار کے جواب میں الزامات کی تردید کرتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے کہ اس کے تین نوٹسوں میں دیے گئے بیانات درست تھے، ایک اور

جواب نمائش 7/A جاری کیا۔ مزید یہ الزام لگایا گیا کہ جب درخواست گزار پرچی نمائش 1/A میں مذکور رقم فراہم کرنے میں ناکام رہا تو اپیل کنندہ نے اسے پرچی واپس کرنے کو کہا لیکن درخواست کنندہ نے کہا کہ پرچی غائب ہے اور وہ اس کی تلاش کرے گا اور بعد میں اسے واپس کرے گا اور اس لیے یہ کہتے ہوئے کہ درخواست کنندہ نے 16 اکتوبر 1949 کو اپیل کنندہ کو ایک ہاتھ سے لکھی ہوئی چھٹی (نمائش 8/D) دیا جس میں اعتراف کیا گیا کہ درخواست کنندہ وعدے کے مطابق مذکورہ پرچی میں مذکور 300 روپے کی رقم فراہم کرنے سے قاصر تھا۔ درخواست گزار نے اس خط کا کوئی جواب اس حقیقت کے باوجود نہیں بھیجا کہ اپیل کنندہ نے اس میں 16 اکتوبر 1949 کے ایک ہاتھ سے لکھی ہوئی چھٹی (نمائش 8/D) کا حوالہ دیا تھا جس نے پرچی نمائش 1/A کی قیمت کو مکمل طور پر کالعدم قرار دے دیا تھا۔

اس کے بعد درخواست گزار نے 27 مارچ 1951 کو اپیل کنندہ کے خلاف پیشہ ورانہ بدانتظامی کی شکایت کرتے ہوئے عدالت عالیہ کو ایک درخواست بھیجی اور دعا کی کہ معزز عدالت عالیہ اس کی شکایت میں لگائے گئے الزامات کی تحقیقات کا حکم دے اور اپیل کنندہ کے خلاف ایسی کارروائی کرے جو کیس کے حالات میں ضروری اور مناسب ہو۔ درخواست کے ساتھ پرچی نمائش 1/A کی تصویر اور درخواست گزار اور اپیل کنندہ کے درمیان ہونے والے اندراج شدہ خط و کتابت کی کاپیاں پیش کی گئیں۔ یہاں تک کہ اس درخواست میں بھی درخواست گزار نے 16 اکتوبر 1949 کے ہاتھ سے لکھی ہوئی چھٹی (نمائش 8/D) کا حوالہ نہیں دیا اور خاص طور پر وہی لکھنے سے انکار نہیں کیا۔ درخواست کی پیش کش پر اپیل کنندہ نے عدالت عالیہ کے سامنے تحریری وضاحت پیش کی۔ عدالت عالیہ نے بھارتیہ بار کونسلز ایکٹ کی دفعہ 10 کے تحت درخواست میں لگائے گئے الزامات کی تحقیقات اور رپورٹ پیش کرنے کے لیے معاملہ ڈسٹرکٹ جج کے پاس بھیج دیا۔

ضلعی جج نے اپیل کنندہ کو مندرجہ ذیل الزامات کا تعین کرتے ہوئے نوٹس جاری کیا:-

"1. یہ کہ آپ نے مساولی پٹم میں ایڈیشنل سیشن جج کرشنا کے 300 روپے کے جرمانے کی ادائیگی معطل کرنے کے حکم کو دھوکہ دہی سے دبا دیا ہے اور فوجداری متفرقہ درخواست نمبر 180، سال 1949 میں سی اے نمبر 82، سال 1949 میں ایڈیشنل فرسٹ کلاس مجسٹریٹ، بندر

کی طرف سے سی سی نمبر 1، سال 1949 میں دی گئی سزا کے خلاف ترجیح دی گئی ہے، درخواست گزار کے خلاف، جو اس میں ساتواں ملزم ہے۔

2. کہ آپ نے، مذکورہ بالا حقیقت کو دھوکہ دہی سے دبا کر، درخواست گزار کے سامنے نمائندگی کی ہے کہ درخواست گزار کو جیل بھیجنے کے ازیت پر 300 روپے کے جرمانے کی رقم عدالت میں جمع کروانی پڑی اور اس سے 300 روپے کی مذکورہ رقم وصول کی اور اس کے حق میں رسید منظور کی۔

3. یہ کہ آپ، اگرچہ مسالی پٹم میں ایڈیشنل سیشن جج، کرشنا کی فائل پر مذکورہ بالا سی اے نمبر 82، سال 1949 کو تاریخ کے فیصلے کے ذریعے اجازت دی گئی تھی، اس کے بارے میں تمام معلومات ہونے کی وجہ سے درخواست گزار کو مطلع نہیں کیا گیا کہ مذکورہ سی اے نمبر 82، سال 1949 کو نمٹادیا گیا تھا، اور بعد میں اسے مطلع کیا گیا کہ اسے مسترد کر دیا گیا ہے، اور سزا اور سزا دہی کی تصدیق کر دی گئی ہے۔

4. یہ کہ آپ نے، اس لیے، درخواست گزار کی طرف سے بار بار درخواستوں اور مطالبات کے باوجود مذکورہ اپیل کی اجازت کے بعد بھی، عدالت میں جمع کیے بغیر اور درخواست گزار کو واپس کیے بغیر، درخواست گزار کی 300 روپے کی رقم کو غلط طریقے سے روک لیا، اور

5. یہ کہ آپ نے درخواست گزار سے 300 روپے کی مذکورہ رقم موصول نہ ہونے کی جھوٹی عرضی دائر کی ہے، جس کے لیے آپ نے اس کے حق میں رسید منظور کی ہے، اور بعد میں یہ ثابت کیا کہ آپ وکیل اور مؤکل کے تعلقات کے برقرار رہنے کے دوران اس سے مذکورہ رقم ادھار لینا چاہتے ہیں، جو (مؤکل سے ادھار لینا) خود قانون کے ذریعے ممنوع ہے۔" درخواست گزار نے درخواست میں لگائے گئے الزامات کی حمایت میں خود (گواہ استغاثیہ 1) اور اس کے بھائی پوتھراجو (گواہ استغاثیہ 2) کو اپنے گواہ کے طور پر جانچ لیا۔ اپیل کنندہ نے اپنے دفاع کی حمایت میں خود (مدعاعلیہ گواہ 1) اور اس کے کلرک ڈی وینکٹارنگم (گواہ مدعاعلیہ 2)، پیڈانا میں وڈلا مناڈو کوآپریٹو لینڈ مارٹیگیج بینک کے سیکرٹری کامیشوراو (گواہ مدعاعلیہ 3) اور ایک وکیل کے کلرک وینکٹادری (گواہ مدعاعلیہ 4) سے پوچھ گچھ کی۔

پورے شواہد پر غور کرنے پر عالم ضلع جج نے پایا کہ درخواست گزار اور اس کے بھائی کی گواہی قابل اعتبار اور قابل قبول نہیں تھی اور اپیل کنندہ اور اس کے کلرک و دیگر گواہوں کی گواہی کو مسترد کرنے کی کوئی وجہ نہیں تھی اور وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ یہ تسلی بخش طور پر ثابت نہیں ہوا تھا کہ اپیل کنندہ اپنے خلاف بنائے گئے کسی بھی الزام کا مجرم تھا۔ ضلعی جج نے اس کے مطابق ایک رپورٹ بھیجی۔

یہ معاملہ مدراس عدالت عالیہ کے خصوصی بنچ کے سامنے رکھا گیا تھا۔ خصوصی بنچ کو الزامات 1، 2 اور 3 پر فاضل ضلعی جج کے نتائج سے اتفاق کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں تھی۔ ان کی رائے میں خود مستغیث کی سچائی پر زیادہ انحصار نہیں کیا جا سکتا تھا۔ عدالت عالیہ نے فاضل ڈسٹرکٹ جج قرارداد کرتے ہوئے فیصلہ دیا کہ اپیل کنندہ پہلے تین الزامات کا مجرم نہیں تھا۔ آخری دو الزامات پر آتے فاضل فاضل ججوں کو کوئی حقائق کا سامنا کرنا پڑا، یعنی (1) 300 روپے کی دور قوم کی دو رسیدیں منظور کرنا جو ہر ملزم پر عائد جرمانے کی رقم کے برابر تھیں نمبر 4 اور 7 (درخواست گزار) اور (2) ادائیگی کی تاریخ، یعنی 11 اکتوبر 1949 جس تاریخ کو درخواست گزار اور چوتھے ملزم کو جرمانہ جمع کرنا تھا۔ فاضل جج اس حقیقت سے بہت متاثر ہوئے کہ پرچی نمائش A/1 کو درخواست گزار کے ساتھ رہنے کی اجازت دی گئی تھی۔ عدالت عالیہ نے یہ بھی نوٹ کیا کہ اگر انتظام یہ تھا کہ اپیل کنندہ کا کلرک رقم حاصل کرنے کے بعد باضابطہ مہر بند رسید پاس کرے گا تو درخواست گزار کے حق میں پیشگی غیر رسمی رسید جاری کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ ججوں نے مزید نشاندہی کی کہ 13 فروری 1951 کے تین نوٹسوں میں سے کسی میں بھی اپیل کی طرف سے 16 اکتوبر 1949 کے ہاتھ سے لکھی ہوئی چھٹی (نمائش D/8) کا کوئی حوالہ نہیں دیا گیا تھا۔ عدالت عالیہ نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ اپیل کنندہ کی طرف سے ابتدائی جواب میں اس ہاتھ سے لکھی ہوئی چھٹی کا ذکر کرنے میں ناکامی دستاویز کی صداقت پر کافی شک پیدا کرتی ہے اور اس کے نتیجے میں عدالت اس بنیاد پر کارروائی نہیں کر سکتی کہ اس میں درخواست گزار کی طرف سے تسلیم شدہ حقائق کا صحیح بیان موجود ہے۔ عدالت عالیہ نے کئی دیگر معمولی نکات کا بھی حوالہ دیا جو اپیل کنندہ کی کہانی کی ناممکنیت کو ظاہر کرتے ہیں۔ عدالت عالیہ نے فیصلہ دیا کہ اپیل کنندہ کو درخواست گزار سے 11 اکتوبر 1949 کو 300 روپے کی رقم موصول ہوئی تھی جیسا کہ اپیل کنندہ نے پرچی نمائش A/1 میں تسلیم کیا تھا۔ عدالت عالیہ نے اس کے مطابق فیصلہ دیا کہ اپیل کنندہ

کے خلاف 4اور 5 نمبر کے الزامات ثابت ہو چکے ہیں اور اپیل کنندہ کے خلاف حکم جاری کر کے اسے پانچ سال تک وکیل کے طور پر کام کرنے سے روک دیا۔ اپیل کنندہ نے اب اس عدالت سے خصوصی اجازت حاصل کرنے کے بعد اس اپیل کو ترجیح دی ہے۔

ہمیں دونوں طرف سے پیش ہونے والے فاضل وکلاء نے شواہد کے بذریعے لیا ہے۔ ہمیں ایسا لگتا ہے کہ اگرچہ کچھ حقائق ہیں جو اپیل کنندہ کے بیان پر کچھ شک پیدا کرتے ہیں لیکن دیگر مادی حقائق ہیں جنہیں عدالت عالیہ نے مکمل طور پر نظر انداز کر دیا ہے جن کے باوجود شکایت کنندہ کی کہانی کی سچائی یا جھوٹ سے متعلق مواد موجود ہے۔ یہ سچ ہے کہ اپیل کنندہ نے اپنے جوابات میں ہاتھ سے لکھی ہوئی چھٹی (نمائش 8/D) کا حوالہ نہیں دیا درخواست گزار کے خط میں 3/A، 4/A اور 5/A کو ظاہر کرتا ہے، لیکن اپیل کنندہ نے 14 مارچ 1951 کے اپنے جواب میں نمائش 7/A میں اس کا حوالہ دیا تھا۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ درخواست گزار نے اس آخری جواب کا کوئی جواب نہیں بھیجا اور اپیل کنندہ کی طرف سے لگائے گئے الزامات کی تردید کی۔ یہ مزید اہم ہے کہ درخواست گزار نے اپنی درخواست میں بھی ہاتھ کے خط کی صداقت سے انکار نہیں کیا۔ اپنے ثبوت میں درخواست گزار ہاتھ کے خط پر دستخط کو اپنے ہونے کا اعتراف کرتا ہے لیکن کہتا ہے کہ یہ اپیل کنندہ نے ایک خالی کاغذ پر بنایا ہوگا جس پر اس نے درخواست گزار کو اس نمائندگی پر اپنے دستخط کرنے پر آمادہ کیا تھا کہ اسے وکلات نامہ کے طور پر استعمال کیا جائے گا۔ اس کہانی کو قبول کرنا بہت مشکل ہے کیونکہ درخواست گزار ٹرائل عدالت میں بطور ملزم اپنے تجربے سے جانتا تھا کہ مجرمانہ مقدمے میں کسی وکلات نامے کی ضرورت نہیں ہے۔ نہ ہی دوسرے اپیل گزاروں میں سے کسی کو گواہ کے طور پر یہ کہنے کے لیے پیش کیا گیا ہے کہ اس طرح کا کوئی دستخط خالی کاغذ پر ان میں سے کسی سے لیا گیا تھا۔ مزید برآں، درخواست گزار 11 اکتوبر کو عدالت میں موجود تھا جب عبوری حکم امتناع کیا گیا۔ نمائش 1/A میں اپیل کنندہ کے دستخط کے نیچے گھنٹہ شام 5-15 ہوتا ہے جو ظاہر کرتا ہے کہ عدالت کے اوقات کے بعد پرچی وجود میں آئی تھی۔ یہ یقین کرنا بالکل ناممکن ہے کہ درخواست گزار اپنے نئے وکیل کے پاس 300 روپے جمع کرائے گا اس حقیقت کے باوجود کہ دن کے ابتدائی حصے میں قیام کا عبوری حکم دیا گیا تھا۔ یہ بھی قابل ذکر ہے کہ ملزم نمبر 4، جس پر بھی اسی طرح کے مقصد کے لیے اپیل کنندہ کو 300 روپے

ادا کرنے کا الزام ہے، کو درخواست گزار اور اس کے بھائی کے ثبوت کی تصدیق کے لیے گواہ کے طور پر نہیں بلایا گیا ہے۔ درخواست گزار کی 300 روپے پیشگی کرنے کی صلاحیت کا سوال اس معاملے میں بہت اہمیت کا حامل ہے۔ درخواست گزار وسائل کا حامل آدمی نہیں ہے۔ اس نے الزام لگایا کہ اس نے کچھ متفرق سونا بیچ کر 300 روپے کی رقم اکٹھا کی تھی۔ اپنے کھاتے پیش کرنے اور درخواست گزار اور اس کے بھائی کی تصدیق میں ثبوت دینے کے لیے کسی سنار یا صراف کو نہیں بلایا گیا۔ درحقیقت، درخواست گزار کسی بھی صراف کا نام بھی نہیں بتا سکا جس کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ اس نے اپنا سونا فروخت کیا تھا۔ عدالت عالیہ نے معاملے کے اس پہلو کو مکمل طور پر نظر انداز کر دیا اور تسلی بخش شواہد کی عدم موجودگی میں جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ درخواست گزار 300 روپے کی رقم ادا کرنے کی حیثیت میں تھا، یہ ماننا انتہائی خطرناک ہوگا کہ درخواست گزار کی طرف سے اپیل گزار کو 300 روپے کی ادائیگی کی حقیقت صرف اس وجہ سے ثابت ہوئی ہے کہ اپیل گزار کی کہانی میں کچھ کمزوریاں ہیں۔ اپیل کنندہ کی اس کہانی کی کہ اسے لینڈ مارٹیگیج بینک کو 600 روپے ادا کرنے کی ضرورت ہے، لینڈ مارٹیگیج بینک کے سکریٹری (گواہ مدعا علیہ 3) نے حمایت کی جس نے کہا کہ اپیل کنندہ نے اسے مطلع کیا تھا کہ اس نے صرف 300 روپے اکٹھے کیے ہیں اور وہ شخص جس نے 300 روپے کے قرض کا انتظام کرنے کا وعدہ کیا تھا وہ ایسا کرنے میں ناکام رہا تھا اور یہ کہ اپیل کنندہ نے اس سے مشورہ مانگا تھا کہ اسے کیا کرنا ہے۔ اس کے بعد سکریٹری نے اپیل کنندہ کو بتایا کہ چونکہ اس نے 1948 میں پرنسپل کی طرف اور اس کی وجہ سے اضافی ادائیگی کی تھی، اس لیے یہ کافی ہوگا اگر وہ اپیل کنندہ کے پاس موجود روپے -/377/9 کی رقم ادا کرے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ بینک کے ریکارڈ سے پتہ چلتا ہے کہ اپیل کنندہ نے 4 نومبر 1949 کو بینک کو صرف روپے -/377/9 ادا کیے تھے۔ اگر درخواست گزار نے اپیل کنندہ کو 300 روپے ادا کیے ہوتے تو اس کی کوئی وجہ نہیں ہوتی کہ اپیل کنندہ کو بینک کو اپنی ذمہ داری کے بدلے پورے 600 روپے ادا نہیں کرنے چاہئیں تھے۔ فاضل ضلعی جج، جسے گواہوں کو دیکھنے اور ثبوت سننے کا فائدہ حاصل تھا، نے درخواست گزار اور اس کے بھائی کے ثبوت پر یقین نہیں کیا اور ہمیں اس کے بارے میں مختلف نظریہ اختیار کرنے کی کوئی معقول وجہ نظر نہیں آتی۔ اس مقدمے کے حقائق اور حالات پر ہم سمجھتے ہیں کہ چار جز 4 اور 5 کو اپیل کنندہ کے گھر نہیں لایا گیا ہے یا،

کم از کم، اپیل کنندہ شک کے فائدے کا حقدار ہے۔ان حالات میں، ہم یہ مانتے ہیں کہ عدالت عالیہ کے ذریعے منظور کردہ حکم کو واپس لیا جانا چاہیے اور ہم ہدایت دیتے ہیں کہ اپیل کنندہ کے خلاف شکایت کو مسترد کر دیا جائے کیونکہ ثابت نہیں ہوا ہے۔

اس اپیل سے علیحدگی اختیار کرنے سے پہلے ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہمیں ایسا لگتا ہے کہ اپیل کنندہ کے لیے مدراس عدالت عالیہ کے معزز ججوں کو اس اپیل کا جوابدہ بنانا مکمل طور پر غلط اور نامناسب تھا۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عدالت کی توہین سے متعلق کچھ معاملات میں معزز ججوں کو فریق بنایا گیا ہے۔توہین عدالت کے مقدمات میں اس طریقہ کار کے جواز کے بارے میں اس موقع پر ہمارے لیے کوئی رائے ظاہر کرنا ضروری نہیں ہے لیکن ہماری واضح رائے ہے کہ بار کونسلز ایکٹ کے تحت کارروائی سے پیدا ہونے والی اپیل میں متعلقہ فریق متعلقہ وکیل، مستغیث، اگر کوئی ہو، بار کونسل یا اس کا سکریٹری اور متعلقہ ریاست کا ایڈوکیٹ جنرل ہونا چاہیے جسے بھارتیہ بار کونسلز ایکٹ کی دفعہ 12(3) کے تحت نوٹس جاری کیے جانے ہیں۔

اپیل کی اجازت دی گئی۔